ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ وہ عارضی مصلحتوں کی خاطر ان کھوٹے سِکوں کی مدح و توصیف' ان کی حمایت اور ان کو ہیرو بنانے کی روش ترک کر دیں' جن کی حقیقت وہ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ اگرچہ اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ ان سے بلاضرورت محاذ آرائی کریں' یا اپنے مقاصد کی طرف پیش رفت کے لیے ضروری ہو تو ان سے ہاتھ ملانے سے بھی انکار کر دیں۔

یہی وقت کی پکار ہے' یہی ہم ہر دردمند پاکستانی تک پہنچا رہے ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان کے ارکان نے محترم قاضی حسین احمد کو ایک دفعہ پھر امیرِ جماعت منتخب کر لیا ہے۔ یہ معمول کا انتخاب نہ تھا۔ ابھی ڈیڑھ سال پہلے' اکتوبر ۱۹۹۲ میں' پانچ سالہ مدت پوری ہونے کے بعد بھی ارکان نے ان کو اس منصب کے لیے منتخب کیا تھا۔ ۱۹۹۳ کے ملک گیر انتخابات میں جو کچھ پیش آیا' اس کے بعد اگر ان کی ذات ہدفِ تنقید و احتساب بنی تو ایسا ہونا بالکل بجا تھا۔ جماعت اسلامی' دوسری جماعتوں کے برعکس' اپنی قیادت کے بارے میں انتخاب و احتساب کی شاندار روایات کی حامل رہی ہے۔ لیکن اندر اور باہر کے بعض حلقے اس تنقید میں اخلاقی و دستوری حدود سے تجاوز کر گئے۔ انھوں نے مسلسل ایک طرف تو ان پر یہ اتہام لگایا کہ وہ دستور اور شوریٰ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے رہے ہیں' دوسری طرف انھوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا کہ وہ ارکان کا اعتماد کھو چکے ہیں اور کرسی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں انھوں نے یہ سمجھا کہ ان کے سامنے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ وہ ارکان کو ایک دفعہ پھر امیرِ جماعت کا انتخاب کرنے اور اس طرح اپنی رائے کا اظہار کرنے کا موقع دیں۔ چنانچہ انھوں نے مرکزی شوریٰ کے واسطے سے ارکان جماعت کے نام ایک خط لکھا' اور امارت کے منصب سے مستعفی ہو گئے۔ یہ قطعاً ان کا ذاتی فیصلہ تھا۔

جماعت کا دستور اس معاملے میں خاموش ہے کہ استعفیٰ منظوری کا محتاج ہے یا نہیں' اور ہے تو اس کا طریقہ کیا ہو گا۔ چنانچہ مجلسِ شوریٰ نے' جو تعبیرِ دستور کا مکمل اختیار رکھتی ہے' سیر حاصل بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ امیرِ جماعت کے استعفیٰ دیتے ہی اس کا منصب خالی ہو جاتا ہے' اور اس کا استعفیٰ کسی منظوری کا محتاج نہیں۔ یہ تعبیر کرنے کے بعد' پوری مجلس نے عارضی امیر کے انتخاب میں حصہ لیا اور کثرت رائے سے محترم چودھری رحمت الٰہی کو منتخب کر لیا۔ مجلسِ شوریٰ نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ محترم قاضی حسین احمد کا ارکان کے نام خط' اخبار میں بھی شائع کرا یا جائے اور ارکان کو بھی ارسال کیا جائے۔ انھوں نے خود نہ یہ خط پریس کے حوالے کیا نہ ارکان

تک براہِ راست پہنچنے کی کوشش کی۔ اس مرحلے پر بھی بعض ارکان نے اعتراض اٹھایا کہ اس خط سے امیدواری کی خواہش ظاہر ہوتی ہے' مگر مجلس نے یہ اعتراض مسترد کر دیا۔

اس انتخاب میں ۷۹۹۴ ارکان نے ووٹ ڈالے' اور ان میں سے ۶۰۹۳ ارکان یعنی ۷۶ فی صد نے محترم قاضی حسین احمد کے حق میں رائے دی۔ ملحوظ رہے کہ ۱۹۹۲ کے انتخاب میں ۷۴۱۶ ارکان نے ووٹ ڈالے تھے' اور ان میں سے ۵۷۲۹ ارکان یعنی ۷۷ فی صد نے محترم قاضی حسین احمد کے حق میں رائے دی تھی۔

یہ بات بھی علم میں رہنا چاہیے کہ ۱۹۸۷ میں جب محترم میاں طفیل محمد کا ۱۵ سالہ دورِ امارت ختم ہوا تھا' تو ارکان کی تعداد ۵۵۲۵ تھی' اور اب یہ تعداد ۸۴۱۶ ہے۔ گویا محترم قاضی صاحب کے دورِ امارت میں اوسط سالانہ اضافہ ۸ فی صد ہوا جبکہ محترم میاں صاحب کے ۱۵ سالہ دورِ امارت میں ارکان کی تعداد میں اوسط سالانہ اضافہ کی شرح ۷ فی صد تھی۔

بعض حلقوں میں یہ اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ مجلسِ شوریٰ نے ارکان کے سامنے ان کا نام تجویز کر کے غلطی کی' اس لیے کہ وہ دستور کے تحت اس منصب کے اہل نہ تھے۔ اگر کوئی شخص مجلس شوریٰ یا کسی فرد کے بارہ میں ایسی رائے رکھتا ہے تو کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ افراد غلطیاں بھی کر سکتے ہیں اور پسند و ناپسند بھی ہو سکتے ہیں۔ شوریٰ بھی انسانوں پر مشتمل ادارہ ہے' اور وہ غلطی کر سکتی ہے۔ لیکن بہرحال کسی فردِ واحد کو شوریٰ کے فیصلے کو منسوخ کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ فیصلہ کرنے والے ادارے جب فیصلہ کر دیں تو جماعتی نظم کی صلاح و سلامتی اس میں ہے کہ اس فیصلے کو تسلیم کیا جائے۔ اگر لوگ اجماع کے آگے سر نہ جھکائیں تو پھر فساد ہی فساد ہے۔ یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ شوریٰ کے ارکان وہ ہیں جو محترم قاضی صاحب کے دورِ امارت سے پہلے رکنِ جماعت بنے تھے' اور ان میں سے تقریباً نصف تعداد وہ ہے جو ۱۹۸۵ میں بھی شوریٰ کی رکن تھی۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ جب ارکان نے اتنی یکسوئی سے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے تو اب جماعت کے سب ہی خواہ امیر جماعت کے ساتھ تعاون کریں گے تاکہ وہ دستور کے مطابق جماعت کو چلا سکیں' اور بہی خواہ خود بھی دستور کے مطابق چلیں گے۔

رمضان ختم ہوتے ہی سفرِ حج شروع ہو گیا۔ اس مناسبت سے اس شمارہ میں حج کے موضوع پر جذبات انگیز تحریروں کا انتخاب پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ قارئین ان کو اپنے قلب و روح کی زندگی کے لیے بھی مفید پائیں گے' اور حاجی' حاجیوں تک بھی پہنچائیں گے۔